پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کا تذکرہ

اصحاب کہف کی تاریخ دہرائی جارہی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ رفروری ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

پاکستان میں ایک بدنصیب حکومت کی طرف سے احمدیت پر جو مظالم توڑے جارہے ہیں ان میں وقتاً فوقتاً کبھی کچھ کمی بھی آجاتی ہے اور پھر وقتاً فوقتاً کچھ تیزی بھی پیدا ہو جاتی ہے لیکن بالعموم ان نہایت ہی قابل مذمت اور جہاں تک حکومت کا تعلق ہے قابل شرم کارروائیوں میں بالعموم کوئی ایسا فرق نہیں ہے جس سے ہم یہ کہہ سکیں کہ حکومت کی سوچ بدل گئی ہو یا اس کی جو نفرتوں کی آگ ہے وہ مدھم پڑ گئی ہو۔اسی طرح مسلسل یہ سلسلہ جاری ہے بلکہ بعض پہلوؤں سے اوپر کی طرف رخ ہے۔یعنی نفرتوں کے اور انتقامی کارروائیوں کے بڑھنے کے آثار مسلسل جاری ہیں۔جب میں کہتا ہوں اوپر کی طرف رخ ہے تو درحقیقت تو یہ کوششیں سفلی ہیں، دنیاوی اور رذیل کوششیں ہیں۔

ان سے جب میں کہتا ہوں اوپر کی طرف رخ تو یہ ہرگز مراد نہیں کہ آسمان کی طرف رخ ہے مراد یہ ہے کہ اپنی جہت میں یہ آگے بڑھ رہی ہیں اور بعض پہلوؤں سے شدت اختیار کر رہی ہیں۔اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی آگ جلانے والا آگ جلاتا ہے تو جب آگ مدھم پڑنے لگتی ہے تو اس میں نیا ایندھن ڈالتا ہے پھر نیا ایندھن ڈالتا ہے۔تو حکومت کی مثال بھی اسی طرح ایک آگ جلانے والے کی سی ہے۔جیسے کہ ابولہب کا نقشہ کھینچا گیا ہے قرآن کریم میں بعض دفعہ حکومتیں بھی ابولہب بننے کی

کوششیں کرتی ہیں اور ان کے ساتھ ان کی کچھ لونڈیاں چلتی ہیں جو ایندھن اٹھائے ہوئے اور جہاں بھی وہ سمجھتی ہیں آگ میں کمی آنے لگی ہے وہ مزید ایندھن اس میں جھونکتی ہیں۔

حکومت نے جو طریق اختیار کیا ہے اس میں قوانین کے ذریعے، نئے نئے قوانین کے ذریعے اور نئے نئے حکم ناموں کے ذریعے یہ جب بھی احمدیت کے خلاف مخالفت کی آگ ان کے خیال میں بجھنے لگتی ہے یہ اس میں مزید ایندھن جھونک دیتے ہیں۔ایک قانون کے بعد دوسرا قانون، دوسرے کے بعد تیسرا جب اس سے بھی دل کی جہنم نہیں بجھتی تو پھر چوتھا قانون اور جہاں تک احمدیت کے خلاف قانون سازی کا تعلق ہے یہ سلسلہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ جہاں تک عوام میں اس کے ردعمل کا تعلق ہے عوام الناس بالعموم حکومت کی ان حرکتوں کو خوب سمجھتے ہیں، وہ ان چالوں کو بھانپ گئے ہیں، ان کے مقاصد سے واقف ہیں اس لئے کوئی بھی پاکستان میں عوامی تحریک اس وقت جماعت احمدیہ کے خلاف نہیں ہے چونکہ وقتاً فوقتاً جماعت کی طرف سے پاکستان میں ہونے والے مظالم کے متعلق اعداد وشمار جاری ہوتے رہتے ہیں اس لئے ساری دنیا کی احمدیہ جماعتوں کو کھل کر معلوم ہونا چاہئے کہ وہاں ہو کیا رہا ہے اور کون ذمہ دار ہے ورنہ بعض اوقات غلط فہمی سے بے وجہ پاکستان کے خلاف دلوں میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ پاکستان بحیثیت پاکستان ہرگز نفرتوں کا مستحق نہیں بلکہ رحم کا طالب ہے، ہمدردی کا مستحق ہے۔سارا ملک اس وقت انتہائی مظلوم ہے۔حکومت جو حرکتیں کر رہی ہے یہ چند لوگ ہیں اور ان کے ساتھ چلنے والے، ان کے پیچھے ایندھن اٹھانے والی چند لونڈیاں ہیں جو ان کے ساتھ ہیں۔اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ جہاں تک ملک کا تعلق ہے اس کی نفسیات میں ایک عجیب پیچ پایا جاتا ہے۔عوام الناس جہاں تک سیاست کا معاملہ ہے خوب جانتے ہیں اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ حکومت جھوٹی ہے اسے یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے اور بار بار ڈھونگ رچاتی ہے مختلف قسم کے تاکہ اپنی بقا کے لئے کوئی جواز تلاش کر سکے اور عوام الناس کے اوپر ایک لمحہ کے لئے بھی اس حکومت کے متعلق کسی قسم کی خوش فہمی ان کے دلوں میں نہیں پیدا ہوئی۔ مسلسل وہ ان کو زیادہ جانچتے چلے جا رہے ہیں، زیادہ ان سے متنفر ہوتے چلے جا رہے ہیں زیادہ ان کے دل بھرتے چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے عوام الناس اگر جماعت کے معاملے میں حکومت کی ان مذموم حرکتوں کا ساتھ نہیں دے رہے

یا ان کے اشاروں پر ظلم میں آگے نہیں بڑھ رہے تو اس کی یہ وجہ نہیں ہے کہ وہ جماعت احمدیہ سے محبت کرتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس حکومت سے شدید نفرت کرتے ہیں۔اس قدر نفرت کا معیار بلند ہوتا چلا جا رہا ہے کہ بدقسمتی سے وہ عوام الناس خود بھی بہت جگہ سے حکومت اور پاکستان میں تفریق کرنے کے بھی اہل نہیں رہے۔اب یہ نفرتیں ملک کی نفرتوں میں تبدیل ہونے لگی ہیں۔

چنانچہ کھلم کھلا بڑے ہوش مند لیڈر جو کسی زمانے میں پاکستان کی قومیت کی حفاظت کے لئے بڑے مخلص نظر آتے تھے یہ بیان دینے لگ گئے ہیں کہ یہ ملک رہنے کے لائق نہیں ہے یہ ملک ٹوٹ جانا چاہئے سندھ آزاد ہو جانا چاہئے صوبہ سرحد آزاد ہو جانا چاہئے، پنجاب کو ہندوستان کے حوالے کر دینا چاہئے یہ آوازیں اُنہیں لوگوں کی زبانوں پہ جاری ہوئیں ہیں جو کل تک ملک کے نیشنلسٹ لیڈرز کی صفِ اول میں تھے جو پاکستان کے قومی نظریے کے قائل بھی تھے اور اس کے حق میں آوازیں اٹھاتے تھے اور وہ لوگ علیحدہ پسند تھے ان کے خلاف بیان دیا کرتے تھے۔تو جو خطرناک چیز اب ظاہر ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ عوام الناس حکومت کے نفرت میں اس قدر آگے بڑھ چکے ہیں اور حکومت ایسی حرکتیں کرتی چلی جارہی ہے جس کے نتیجے میں شدید نفرتیں اور بڑھ رہی ہیں کہ اب ان کو کوئی تمیز باقی نہیں رہی کہ حکومت کیا ہوتی ہے اور ملک کیا ہوتا ہے۔

یہ صرف جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ فراست بخشی ہے اور گہرا خلوص اور ملک سے محبت بخشی ہے کہ شدید ترین مظالم کے باوجود جماعت احمدیہ خواہ وہ پاکستان میں ہو یا پاکستانی باہر بس رہے ہوں ملک اور حکومت میں فرق کر رہے ہیں۔کبھی بھی وہ ملک کے لئے بددعا نہیں کرتے بلکہ ملک کے متعلق سب سے زیادہ فکر مند جماعت احمدیہ ہے۔ہاں ایک ظالم حکومت سے چھٹکارے کی دعا مانگتے ہیں۔لیکن عوام الناس کو جیسا کہ میں نے بیان کیا یہ اکثر شعور نہیں ہوا کرتا اور اس ذہنی الجھن کی وجہ سے، اُلجھاؤ کی وجہ سے کہنا چاہئے، وہ غلط فیصلے کر جاتے ہیں اور ان کے جذبات پھر غلط سمت میں بہنے لگتے ہیں۔

جماعت احمدیہ سے محبت نہیں ہے یہ میں نے کہا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف مولوی جو انتہائی جھوٹا پروپیگنڈا کر رہے ہیں وہ ان کے کانوں میں پڑتا ہے۔حکومت کے اخبار اور حکومت کے ذرائع خواہ ریڈیو ہو یا ٹیلی ویژن وغیرہ جتنے بھی ذرائع حکومت کے پاس موجود ہیں اشاعت کے وہ سارے اس بات میں پیش پیش رہتے ہیں کہ جب بھی جماعت احمدیہ کے خلاف

کوئی گند اچھالنے کا موقع ملے تو وہ حکومت کے منظورِ نظر بننے کی کوشش کریں۔ جتنا زیادہ وہ جھوٹ کو اچھالیں گے اتنا ہی وہ سمجھتے ہیں ان کے سربراہ یا ان کے نگران کہ ہم حکومت کی نظر میں زیادہ لاڈلے ہوتے چلے جائیں گے، زیادہ محبوب ہوتے چلے جائیں گے۔ اس لئے کوئی ادنیٰ سا موقع بھی ایسے اخبار جو حکومت کے پیچھے چلنے والے یا حکومت کی زکوٰۃ پر پلنے والے ہیں، وہ اخبار ہر کوشش کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے خلاف گند کو اچھالا جائے۔ عوام الناس اس کو سنتے ہیں۔ ان کے دلوں میں یک طرفہ جماعت کے خلاف غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ یہاں تک کے بالعموم جماعت کے خلاف ایک نفرت کا رجحان موجود ہے اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ لیکن وہ یہ جانتے ہیں ان سب کے باوجود کہ احمدیوں پر اس کے باوجود مظالم کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ ایک عام احساس ملک میں بڑھتا چلا جا رہا ہے کہ جو بھی ہیں وہ یقین بھی کر لیتے ہیں کہ ہم اسی قسم کے جھوٹے ہیں جس طرح کے بیان کئے جاتے ہیں۔ وہ یہ بھی یقین کر لیتے ہیں کہ ہم **نعوذ باللہ من ذالک** اپنے عقائد میں فاسد ہیں، فسق رکھتے ہیں اور ہر قسم کے جو لغو الزامات ہم پہ لگائے چلے جاتے ہیں وہ ان کو مانتے بھی جاتے ہیں۔ اُس کے باوجود عوام الناس کی طرف سے جو رپورٹیں مل رہی ہیں ان کا ردّ عمل یہ ہے کہ یہ سب کچھ اپنی جگہ ٹھیک ہوگا حالانکہ وہ جھوٹ ہے۔ ٹھیک ہونے کے باوجود ان کے نزدیک وہ سمجھتے ہیں کہ حکومت کو ان مظالم کا کوئی حق نہیں۔ کلمہ پڑھنے کے نتیجے میں قید کرنا اور ظلم کرنے اور بسم اللہ لکھنے کے نتیجے میں گلیوں میں گھسیٹنا اور دکانوں کو آگ لگانی اور چھ چھ سال، سات سات سال قید بامشقت کی سزائیں سنائی جانی، یہ ساری باتیں وہ جانتے ہیں ان کا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ ظلم ہے اور جھوٹ ہے وہ اس لئے حکومت کے ساتھ شامل نہیں ہوتے کہ حکومت ان کے نزدیک بہت زیادہ قابل نفرت ہے احمدیوں کے مقابل پر۔

دوسرا حصہ پاکستان کے عوام کا وہ ہے جو احمدیوں سے واقف ہے ذاتی طور پر اور ایک بہت بڑا طبقہ ہے جو احمدیوں سے ذاتی طور پر واقف ہے۔ ان کا ایک حصہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ جو ان کے متعلق پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے وہ بھی جھوٹ ہے لیکن ان کی زبان میں جرأت نہیں ہے۔ وہ دبی زبان سے بعض اوقات جماعت کی حمایت میں بات کر جاتے ہیں، جماعت کے خلاف ہونے والے پروپیگنڈا کے خلاف بولتے بھی ہیں لیکن ہمدردی رکھتے ہوئے بھی اتنی ہمدردی بہر حال نہیں رکھتے کہ

وہ جرأت کے ساتھ عوام الناس میں اعلان کر سکیں کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ یہ عقیدہ ہے۔ اسلام کے ساتھ وہ سچی اور مخلص ہے، کلمہ پڑھنے میں جتنا ایمان اور یقین جماعت احمدیہ رکھتی ہے کسی اور فرقے کو ایسا نصیب نہیں ہوگا، یہ ساری باتیں وہ جانتے ہیں لیکن اس کے باوجود جرأت نہیں رکھتے۔

تو جماعت احمدیہ کے لئے مسائل تو ہیں لیکن اللہ کی تقدیر نے ان مسائل سے جماعت احمدیہ کے بچ کے نکل جانے کے لئے کچھ اور سامان پیدا کئے ہوئے ہیں اور وہ سامان یہی نفرتیں ہیں جو خود حکومت اپنے لئے پیدا کر رہی ہے وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ (البقرہ: ۲۵۶) کا اصول قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے کہ اگر ہم بعض اسلام کے دشمنوں کو بعض دوسرے دشمنوں سے ٹکرا نہ دیتے اور آپس میں یہ ایک دوسرے سے الجھ نہ جاتے یا دوسرے مذاہب کا ذکر بھی لیا جائے تو یہ آیت وسیع المعنی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی جگہ بھی مذہب کی حفاظت کے لئے ہم مذہب کے دشمنوں کے آپس میں نہ الجھا دیتے تو نتیجہ یہ نکلتا کہ نہ کہیں مساجد باقی رہتیں، نہ گرجا گھر باقی رہتے نہ ٹیمپلز (Temples) کہیں دکھائی دیتے۔ عیسائیوں کے معابد بھی تباہ ہو جاتے اور یہودیوں کے معابد بھی تباہ ہو جاتے اور دوسرے مذاہب کے معابد بھی تباہ ہو جاتے۔

تو جماعت احمدیہ کو جو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایک نہایت ہی شدید ابتلاء سے محفوظ رکھ رہا ہے تو وہ اس کے پیچھے خدا تعالیٰ کی یہ دائمی ابدی حکمتیں کارفرما ہیں۔ اس لئے ویسا ہی نظارہ ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ ایسے موقع پر بچالے گیا کہ جب کے لہریں پھٹ گئیں تھیں اور فرعون اس وقت اس علاقے سے گزرا جب لہروں کے ملنے کا وقت آ گیا تھا۔ تو خدا کی یہ عمومی تقدیر اس طرح بھی کام کیا کرتی ہے۔ بعض دفعہ قوم کا پھٹنا سچائی کی حفاظت کے لئے ممد اور مفید ثابت ہو جاتا ہے اور پھر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ نفرتوں کا پیمانہ اتنا بلند ہو جاتا ہے، اتنا بھر جاتا ہے کہ وہ پھٹے ہوئے وجود اس بات پر ملتے ہیں کہ جس سے نفرت ہے اس کو مٹا ڈالا جائے اور وہاں جب مخالف لہریں اکٹھی ہوتی ہیں تو پھر خدا تعالیٰ کی تقدیر، سمندر میں غرق کرنے والی تقدیر بھی ظاہر ہوتی ہے۔

تو جب آپ پرانے واقعات پڑھتے ہیں قرآن کریم میں تو یہ نہ سمجھا کریں کے یہ واقعات محض کہانیوں کے طور پر ہیں نہ یہ خیال کیا کریں کہ یہ واقعات بعینہٖ اسی طرح آئندہ ہونے والے

ہیں۔مختلف اوقات میں مختلف رنگ میں چیزیں ظاہر ہوتی ہیں۔مثالیں ان کی قرآن کریم بیان فرماتا ہے۔ان پر غور کرنے والے جب غور کرتے ہیں فکر کرتے ہیں تو ان کو ان مثالوں کے اندر بڑے گہرے پیغام ملتے ہیں جو اپنے وقت کے اوپر وقت کے مطابق کھلتے چلے جاتے ہیں اور بات روشن ہوتی چلی جاتی ہے۔

پس ان معنوں میں مذہب کی تاریخ بھی اپنے آپ کو دُہراتی ہے اور ان معنوں میں یہ تاریخ پاکستان میں دہرائی جا رہی ہے اور کئی طریق سے دہرائی جا رہی ہے۔اب اگر غور کریں گزشتہ واقعات پر جو قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں تو ایک سے زیادہ مثالیں آپ کو ایسی نظر آئیں گی جو جماعت احمدیہ کے حالات پر اور جماعت احمدیہ کے مدمقابل ان کے دشمنوں کے حالات پر اس طرح صادق آتی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔

ایک دوست نے ایک دفعہ مجھے لکھا بڑے درد سے کہ اب تو یوں لگتا ہے کہ اصحاب کہف کی سی کیفیت پیدا ہو رہی ہے۔میں نے اس کو لکھا کہ تم نے تو بڑی مبارک بات کی ہے اس میں درد کی کیا بات ہے۔اصحاب کہف کا دور تو وہ دور تھا کہ ہمیشہ عیسائیت اس پر رشک کرتی رہے گی اور ایسا شاندار دور عیسائیت پر آئندہ کبھی بھی نہیں آسکتا۔انتہائی ممتاز، انتہائی چمکتا ہوا، انتہائی شاندار دور تھا۔اُس دور کے صدقے، اس دور کی برکتوں کے نتیجے میں عیسائیت کو ترقی ملی ہے۔اگر تم پہ اصحاب کہف کا دور آگیا ہے تو مبارک ہو تمہیں کہ تم پر خدا تعالیٰ نے یہ دور دوبارہ جاری فرما دیا۔اس لحاظ سے میں نے ان کو لکھا آپ کو شاید علم نہیں تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے الہاماً یہ خبر بھی تھی، اصحاب کہف کی آیات الہاماً دوبارہ آپ پر نازل فرمائی گئیں (تذکرہ صفحہ:۸۵) اور آپ کو یہ تفہیم بھی نازل ہوئی کہ جماعت احمدیہ پر اصحاب کہف کا ایک دور آنے والا ہے جبکہ حق بات کو بھی وہ کھل کر نہیں بیان کرسکیں گے اور زیر زمین جانا پڑے گا بعض جگہ۔اب یہ مثال میرے ذہن میں اس لئے آئی ہے تاکہ آپ کو بتاؤں کہ کس طرح تاریخ اپنے آپ کو دُہراتی ہے اور بعض دفعہ آپ اور سمت میں دیکھ رہے ہوتے ہیں وہ اور طرف سے ظاہر ہوتی ہے لیکن دُہرا ضرور رہی ہوتی ہے اپنے آپ کو۔

اب زیر زمین جانا پرانے زمانے میں واقعۃً یعنی مادی لحاظ سے ممکن تھا اور اس طرح ہوا کرتا تھا کہ دشمن کے خطرے سے بچ کر لوگ زمینوں میں سرنگیں کھود کر یا پہاڑوں میں پہلے سے موجود

سرنگوں میں گھس جایا کرتے تھے۔ سپین میں بھی جب مسلمانوں پر ظلم کا دور ہوا ہے تو ان کو بھی زیر زمین جانا پڑا تھا۔ آج کل وہ سرنگیں جو غرناطہ کے اردگرد ہیں ان میں خانہ بدوش رہتے ہیں۔ وہ کسی زمانے میں وہ غاریں مسلمان سپینش عیسائیوں کے ظلم سے بچنے کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ تو ایک زمانہ تھا جب کہ واقعۃً زیر زمین جانا ممکن تھا اور جاتے تھے لوگ لیکن اب اس کے لئے جدید زمانوں میں محاورہ بن گیا ہے انڈر گراؤنڈ یعنی زیر زمین ویسے نہیں جاتے لیکن انڈر گراؤنڈ ہو جاتے ہیں وہ اپنے کام جاری رکھتے ہیں مگر سطح پہ ظاہر نہیں ہوتے وہ زیرِ سطح یعنی اندر اندر وہ سارے کام اپنے جاری رکھتے ہیں۔ ان کو میں نے کہا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر تھا اور اس دور میں خدا تعالیٰ نے ایک اور اشارہ فرمایا ہے میں نے ان کو لکھا تو نہیں تفصیل سے اتنا لیکن اب میں آپ کو بتا رہا ہوں فرمایا اَصۡحٰبَ الۡکَہۡفِ وَ الرَّقِیۡمِ (الکھف:۱۰) کہ وہ زیر زمین جانے والے لوگ رقیم بھی تھے۔ زیر زمین جا کر سو بھی جایا کرتے تھے جس طرح جانور زیر زمین جا کے سو جایا کرتے ہیں بلکہ وہ لکھتے رہتے تھے۔ کوئی سنانے والا نہیں تھا تو وہ لکھ کر اپنے دل کے خیالات اپنی تبلیغ جو خدا تعالیٰ کے رستے میں ان کے ذہنوں میں مختلف باتیں پیدا ہوتی چلی جاتی تھیں وہ ان کو لکھ لیا کرتے تھے، لکھتے رہتے تھے۔ یعنی ایک لمحہ بھی ان کا ضائع نہیں ہوتا تھا اور جماعت احمدیہ پر بھی جہاں جہاں یہ دور ہے وہاں اس آیت کی انگلی آپ کو اشارہ کر کے بتا رہی ہے کہ آپ کو بیکار نہیں رہنا ہر حالت میں آپ کو اپنے وقت کا حساب دینا ہے۔ اگر کوئی سننے والا نہیں ہے جسے آپ بات سنا سکیں تو رقیم بن جائیں، علمی کاموں میں ترقی کریں، جماعت احمدیہ کے حق میں اور اسلام کے حق میں جو مضامین خدا تعالیٰ آپ کو سجھاتا ہے وہ لکھنا شروع کریں، خطوط لکھنا شروع کریں۔ غرضیکہ کئی طریق پر جب زبانیں بند ہوں تو ہماری تو تحریریں بھی بند کی گئیں ہیں مگر بہر حال جب زبانیں بند ہوں تو قلم انسان کا اس وقت بھی چلتا رہتا ہے اور بعض دفعہ وقتی طور پر وہ تحریریں بھی بند ہو جاتی ہیں لیکن پھر وقت ایسا آتا ہے کہ وہی تحریریں اچھل کے سامنے آجاتی ہیں ابھر آتی ہیں اور پھر تحریر کی جو زبان ہے وہ بہت لمبا عرصہ چلتی ہے۔ کلمات تو کچھ عرصہ کے بعد آہستہ آہستہ یادوں سے مٹ جاتے ہیں مگر تحریریں بہت لمبا عرصہ رہتی ہیں۔

چنانچہ انہیں تحریروں میں سے ہمارے ایک عزیز بہت ہی پیارے خادم سلسلہ الیاس منیر کی

بعض تحریریں ہیں جو یہاں میں نے اکٹھی کی ہیں۔ وہ اصحاب کہف بھی ہیں، واقعۃً بھی اصحاب کہف بن گئے ان معنوں میں کہ خدا کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور رقیم بھی بن گئے کیونکہ انہوں نے اپنے جیل کی ساری داستان شروع سے آخر تک اپنے ہاتھ سے لکھ کر مختلف وقتوں میں مجھے بھجوائی اب اس کی آخری قسط کل موصول ہوئی اور اس وقت مجھے خیال آیا کہ واقعۃً ظاہری طور پر بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں اصحاب الکھف والرقیم پیدا فرما دیئے۔ عمداً میں نے اس کی اشاعت روکی ہوئی ہے کسی مصلحت کے پیش نظر لیکن وہ جب اشاعت ہوگی تو جماعت کے لٹریچر میں ایک بڑا قیمتی اضافہ ہوگا اور جماعت کی تبلیغ کے لئے بھی انشاء اللہ وہ بہت ہی ممد و مفید ثابت ہوگی جب بھی وہ کتاب شائع ہوگی۔

تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم ایسے دور میں سے گزر رہے ہیں جبکہ اصحاب کہف بھی ہیں اصحاب رقیم بھی ہیں اور رقیم ہونا جماعت کا کئی طرح سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کثرت سے احمدی خطوں کے ذریعے دوستوں کو یا غیروں کو تبلیغ کرنا شروع کر چکے ہیں۔ اگر وہ اپنا نام ظاہر نہیں کر سکتے تو بغیر نام ظاہر کئے بغیر پتہ لکھے وہ خط بھیج رہے ہیں۔ بعض لوگ رقیم بن گئے ہیں نظموں کی صورت میں۔ اس دور میں جتنے احمدی شاعر پیدا ہوئے ہیں شاید ہی کبھی کسی دور میں اتنے شاعر پیدا ہوئے ہوں۔ شاعروں میں ایسے بھی ہیں جن کو شعر کہنا نہیں آتا۔ ٹوٹے پھوٹے کلمے ہیں جن کو وہ شعر کہہ کر یا شعروں کی شکل میں لکھ کر وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے شعر کہے لیکن ان کے جذبات میں بڑی گہری شعریت ہے اور وہ شعریت ہے جو مومن کی شاعری کا نمایاں حصہ ہوتی ہے یعنی سچائی کے نتیجے میں ان کے اندر شعریت پیدا ہوئی ہے۔ بہت قوت ہے، بہت گہرائی ہے، بڑا گہرا درد ہے اور بڑا اثر ہے۔ بعض ٹوٹی پھوٹی ایسی نظمیں آتی ہیں جو اتنی قوت کے ساتھ دل کو متحرک کرتی ہیں کہ بڑے بڑے شاعروں کا سجا ہوا کلام بھی وہ طاقت نہیں رکھتا اپنے اندر۔ تو اصحاب الرقیم کے دور میں سے بھی جماعت گزر رہی ہے اور اصحاب الکھف کے دور سے بھی یعنی انڈر گراؤنڈ ہو کر اپنی خدمتوں سے غافل نہیں، اپنے کاموں سے غافل نہیں ہیں کام کرتے چلے جا رہے ہیں۔

جو بھی زمانہ ہمارے لئے لے کے آتا ہے یا لے کے آسکتا ہے اس سب کا کوئی نہ کوئی علاج قرآن کریم نے بیان فرمایا ہوا ہے اور قصص کی صورت میں ایک تاریخ لکھی ہوئی ہے جو مختلف بھیس

بدل کر دوبارہ آتی ہے، ظاہر ہوتی ہے اور دوبارہ اپنا جلوہ دکھا کر چلی جاتی ہے۔ جو دیکھنے والی آنکھیں ہیں وہ پہچان لیتی ہیں کہ قرآن کریم نے کون سے قصے کس کس وقت کے لئے محفوظ کئے ہوئے تھے۔ پہلے کس طرح ظاہر ہوئے تھے اب کس شان سے ظاہر ہو رہے ہیں۔

بہر حال ایک دور ہے اس کا، اس تاریخ کا جو گزرا ہے اور یہ تاریخ اب ایک بڑی تیزی کے ساتھ ایک نئے دور میں بھی داخل ہو رہی ہے۔ جو جو باتیں میں نے مثالاً بیان کی ہیں یہ ساری پوری نہیں ہوئیں صرف ان کا ایک حصہ ہے جو ابھی تک پورا ہوا ہے اور جو دوسرا حصہ ہے اس میں اب یہ تاریخ داخل ہو رہی ہے اور اسی کی طرف توجہ دلا کر آپ کو دعا کی تحریک کرنے کے لئے یہ میں نے اتنی لمبی تمہید باندھی ہے۔

جماعت احمدیہ کی مخالفت میں جو ظلم ہو رہے ہیں اس وقت وہ کھلے کھلے ننگے خدا سے جنگ کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ کلمہ کے نتیجے میں پہلے تو یہ کہتے تھے کے تم محمد رسول اللہ ﷺ کا نام نہیں لے سکتے کیونکہ **نعوذ باللہ من ذالک** تم نے آنحضرت ﷺ کی خاتمیت پر حملہ کیا ہے اس لئے تم نے اپنا تعلق توڑ لیا۔ اب کہتے ہیں کے تم اللہ کا نام بھی نہیں لے سکتے۔ تمہارا نہ محمد ﷺ سے کوئی تعلق نہ اللہ سے کوئی تعلق۔ یعنی جب تک ہم تمہیں دہریہ نہ بنا دیں مکمل اس وقت تک ہم تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور بسم اللہ جن جن کے گھروں سے نکلی اور بعض دفعہ شادی کے کارڈوں پہ لکھی ہوئی نظر آئی بعض دفعہ کسی نے اپنی دکان کے ماتھے پر بسم اللہ سجائی ہوئی تھی اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (الزمر: ۳۷) آیت کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں، یہ آیت لکھی ہوئی کہیں ملی یا کسی کے خط میں نظر آ گئی اور وہ خط پکڑا گیا۔ یہ سارے اب ایسے بھیانک جرم بن چکے ہیں پاکستان میں کہ علماء بڑی توجہ کے ساتھ ان جرموں کی نشاندہی کے لئے وقف ہوئے ہوئے ہیں۔ جس طرح پولیس کا محکمہ ہوتا ہے ایک جاسوسی کا، وہ ایسے جرائم تلاش کر رہا ہوتا ہے کہ کسی نے حکومت کے خلاف کوئی سازش تو نہیں کی، کسی نے کوئی بدمعاشی تو نہیں کی جس کے نتیجے میں ملک میں اور فساد پھیلے، ڈاکے کی سازشیں کہاں ہو رہی ہیں، بغاوت کی سازشیں کہاں ہو رہی ہیں اس قسم کی باتوں میں ہر ملک میں جاسوسی کے محکمے ہوتے ہیں جو کام کر رہے ہوتے ہیں۔ مولویوں کے جاسوسی کا محکمہ اب اس بات پہ لگا ہوا ہے کہ کسی جگہ کسی احمدی نے کہیں بسم اللہ تو نہیں لکھی ہوئی، کہیں **لا الہ الا اللہ** تو نہیں لکھا ہوا، کہیں اذان تو نہیں

دی جارہی، کہیں خدا کا نام تو نہیں بلند کیا جارہا، کہیں نمازیں تو نہیں پڑھی جارہیں۔ یہ بھی رپورٹیں درج ہوئی ہیں با قاعدہ کہ یہ احمدی ہو کر خدا کی عبادت کرتا ہے نمازیں پڑھ رہا ہے۔ تو یہ اب ان لوگوں کا پیشہ بن گیا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک احمدی نے ایک بڑی اچھی بات مجھے لکھی، کہتا ہے میری ایک دفعہ بحث ہورہی تھی ایک مولوی صاحب سے تو میں نے ان سے کہا تم کیا سمجھتے ہو کہ تم جوں جوں آگے بڑھ رہے ہو شدت میں اور مخالفت میں اور ظلم میں، جماعت احمدیہ پہ کیا اثر ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا میں تمہیں بتاتا ہوں کہ امر واقعہ یہ ہے کہ پہلے جب ۵۳ء میں یا ۷۴ء وغیرہ میں جب فسادات ہوا کرتے تھے۔ ان دنوں میں تم نشان لگایا کرتے تھے ہمارے گھروں پر اور تم یہ نشان لگا کر ۷۴ء تک بھی یہ ہمیں ڈرایا کرتے تھے اپنی طرف سے کہ ہم نشان لگا رہے ہیں اور یہ خون کا نشان ہے، یہ تمہاری موت کا نشان ہے، تمہارے ان نشان لگانوں نے ہمارے حوصلے کم کئے ہیں یا زیادہ کئے ہیں اس بات سے تم پہچان جاؤ کہ اب ہم اپنے گھروں کو نشان لگا رہے ہیں۔ ہم **لا اله الا الله محمد رسول الله** خود اپنے گھروں اور اپنی دکانوں پر لکھتے ہیں کہ تمہیں نشان لگانے کی ضرورت نہ پڑے۔ ہم تو خدا کے وہ بہادر اور شیر بندے ہیں کہ تمہارے ہر خوف دلانے کے نتیجے میں ہماری جرأتیں بڑھی ہیں، تم ہمیں کیسے شکست دے سکتے ہو؟ تو امر واقعہ یہ ہے کہ یہ اپنی طرف سے جاسوسی کر رہے ہیں لیکن ہو یہ رہا ہے کہ احمدیوں کو اس جاسوسی کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تو خود کھلم کھلا ایک دفعہ جب یہ کلمہ مٹاتے ہیں تو دوسری دفعہ پھر لکھتے ہیں وہ دوسری دفعہ مٹاتے ہیں، تیسری دفعہ پھر لکھتے ہیں۔ قطعاً اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتے کہ ان سے کیا گزرے گی اور چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں سارے اس عظیم جہاد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی دلیری کے ساتھ اور خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مومنانہ شان کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔

چنانچہ جو وہاں سے قیدیوں کی تصویریں آتی ہیں۔ آپ اندازہ کریں کیا کیا مناظر اس وقت احمدیت آسمان مذہب پر کیسے کیسے حسین مناظر نقش کر رہی ہے۔ پچھتر سالہ بوڑھا، اَسّی سالہ بوڑھا، دو ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں، ہتھکڑیاں لگی ہوئی ہیں اور مسکرا رہے ہیں اور ساتھ نحوست زدہ چہرے پولیس کے اور مولویوں کے دکھائی دے رہے ہیں جو یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہم نے ان کو آخر کلمہ لکھنے کے جرم میں یا بسم اللہ پڑھنے کے جرم میں قید میں پہنچا دیا اور جن کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں ہیں ان کے چہرے آپ دیکھیں حیران ہوں گے۔ ایسا نور ہے، ایسی طمانیت ہے ان کے چہروں پر، ایسا لطف ہے کہ وہ

ان کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے بے وقوف جانور ہوں ان کو پتہ ہی نہیں ان کو کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور وہ اپنی طرف سے ظلم کر رہے ہیں، اپنی طرف سے ان کی فتح کا نشان ہے کہ ہم نے ہتھکڑیاں پہنا دیں۔ جن کو ہتھکڑیاں پہنائیں وہ تو پہلے ہی اللہ کی محبت کے اسیر تھے، وہ تو پہلے ہی اس قید خانے میں زندگی بسر کر رہے تھے جس کے متعلق حضرت محمد مصطفی ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافروں کی جنت ہے۔ (ابن ماجہ کتاب الزہد حدیث نمبر: ۴۱۰۳) تو جنہوں نے پہلے ہی وہ زنجیریں پہن رکھی تھیں اگر ان کا ظاہری نشان بھی تم نے پورا کر دیا تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے ان کو؟ لیکن اس جماعت کو شکست تم بہر حال نہیں دے سکتے۔

خدا تعالیٰ کی وہ دوسری تقدیر بھی تمہارے سامنے آنکھوں کے سامنے جاری ہو رہی ہے اور بڑی تیزی کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچ رہی ہے اور تمہیں دکھائی نہیں دے رہا۔ جتنا جتنا تم جماعت پر ظلم میں بڑھتے چلے جا رہے ہو یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ ملک اتنا ہی زیادہ نحوستوں کا شکار ہو رہا ہے۔ جرائم بڑی تیزی سے بڑھ رہے ہیں، بے اطمینانی زیادہ ہوتی چلی جا رہی ہے، فساد پھیلتے چلے جا رہے ہیں، وہ نفرت جو پہلے صرف حکومت کے لئے تھی اب آپس میں اہلِ وطن ایک دوسرے سے کرنے لگے ہیں۔ اس قدر خوفناک انجام کی طرف یہ ملک تیزی سے بڑھ رہا ہے کہ اس کے اوپر نگاہ ڈالنے سے ہول آتا ہے۔ شمال جنوب سے مدِّ مقابل ہو چکا ہے، مہاجر اور پٹھان کے اندر نفرتیں پیدا ہو رہی ہیں، پٹھان اور پٹھان کے اندر نفرتیں پیدا ہو رہی ہیں، سندھی اور پنجابی کے درمیان نفرتیں پیدا ہو رہی ہیں اور ہر قسم کی نفرتیں بڑھتی چلی جا رہی ہیں اور بڑھتے ہوئے یہ عمل میں نہایت ہی ظالمانہ طور پر عملی دنیا میں ظاہر ہونے لگی ہیں۔ لبنان کے قصے آپ بڑے ہول کے ساتھ پڑھتے ہیں لیکن یوں لگتا ہے کہ لبنان تو ایک چھوٹی سی جگہ ہے یہ سارا ملک لبنان کے نقشِ قدم پر چلنے والا ہے اور دن بدن یہ عادتیں بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔

جماعت احمدیہ کو اب اپنے دوستوں اور اپنے حلقۂ احباب میں کھل کر بتانا چاہئے اور بتا بھی رہے ہوں گے لیکن اور زیادہ واضح کرنا چاہئے کہ تم یہ بتاؤ کہ اگر یہ واقعۃً دین کی خدمت تھی جو تم نے شروع کر رکھی تھی۔ اگر احمدیت خدا کی نظر میں واقعی ایک نہایت ہی ذلیل اور مغضوب جماعت تھی جو اس دنیا میں سب سے بڑی فسادی اور مفتری جماعت تھی تو جس حکومت نے اس جماعت کے ساتھ

دشمنی میں حد کر دی اس کے چہروں پہ تمہیں مومنانہ شان دکھائی دینی چاہئے ، اس حکومت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی غیر معمولی غیبی تائید نظر آنی چاہئے ، ان کے اخلاق اور ان کے کردار میں سنّت کی شان دکھائی دینی چاہئے اور جس ملک میں یہ عظیم الشان خدمت ہو رہی ہے اس ملک پر خدا تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں نازل ہونی چاہئیں ۔ دن بدن خدا کے پیار کے زیادہ اظہار دکھائی دینے چاہئے لوگوں کو کہ یہ ملک جو اتنا خدمت دین میں آگے بڑھ گیا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ پیار کرے ، اتنا ہی ان کے گھر بار پر رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں ، ان کی گلیاں مسلمان ہو جائیں ، ان کے گھر مسلمان ہو جائیں ، ان کے محکمے مسلمان ہو جائیں ، ان میں شرافت ، دیانت ، تقویٰ کا معیار بڑھ جائے ، ان سے چوری ختم ہو جائے ، ان سے ڈاکہ ختم ہو جائے ، ان سے غبن ختم ہو جائے ، رشوت ستانی جاتی رہے ۔ نیکی کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو رحمتیں نازل ہوا کرتی ہیں وہ تو اس طرح ہی نازل ہوا کرتی ہیں ۔ اس قسم کے آثار ہیں جو ظاہر ہوا کرتے ہیں ۔ اگر برعکس صورت پیدا ہو رہی ہے ۔ تو اس چیز کو خدمتِ دین کہنے کا تم کیا حق رکھتے ہو؟ کیوں تمہیں دکھائی نہیں دے رہا کہ جتنا تم احمدیت کی دشمنی میں آگے بڑھتے چلے جا رہے ہو اتنا زیادہ خدا کے غضب کے نیچے آتے چلے جا رہے ہو ۔

تمہارا دین جتنا بھی تھا خدا کی ستاری کے پردوں کے نیچے تھا اب تو وہ پردے پھٹ رہے ہیں اب تو اندر سے نہایت بھیانک اور ایسی خوفناک شکلیں ظاہر ہو رہی ہیں کہ جس طرح ناسور سے پردہ اُٹھے تو آنکھوں کو دھکا لگتا ہے ۔ اس طرح سوسائٹی سے جب یہ ستاری کے پردے اٹھے ہیں تو ایسے ایسے بھیانک پھوڑے ، ایسے ایسے بھیانک ناسور دکھائی دینے لگے ہیں کہ چیخ اٹھا ہے ملک ۔ کراچی میں جو دردناک واقعات ہوئے ہیں آپ ان کے متعلق اہل قلم کی تحریریں دیکھیں ، ان کی نظمیں پڑھیں تو اس وقت آپ کو اندازہ ہو گا ۔ باہر بیٹھے آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ کیسے خوفناک واقعات گزر گئے ہیں ۔ اُن کی تحریریں پڑھیں گے تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ کیا گزری تھی ملک کے اوپر ۔ یعنی مسلمان شاعر اور ادیب یہ لکھ رہے ہیں کہ پارٹیشن کے وقت جو سکھوں نے مسلمانوں پر ظلم کئے تھے یا مسلمانوں نے یہاں مقابل پر غیر مذہب والوں پر ظلم کئے تھے ، بعض کہتے ہیں ہم اس دور سے گزر کے آئے ہیں ۔ وہ ان نظاروں کے سامنے وہ پرانی باتیں جو ہیں وہ ماند پڑ جاتی ہیں ۔ جیسی بہیمیت ، جیسی سفّا کی بعض مسلمانوں نے بعض دوسرے مسلمانوں کے خلاف دکھائی ہے اس کا کوئی آدمی تصور بھی نہیں

کرسکتا اور یہ نفرتیں ختم نہیں ہوئیں اور نفرتوں کے بیج بوچکی ہیں جو پرورش پا رہے ہیں اور اسی طرح جیسا کے میں نے بیان کیا تھا ایک طرف مہاجر اور پٹھان کے درمیان جو دشمنیوں کے بیج بوئے گئے ہیں یہ صرف مہاجر پٹھان کے درمیان نہیں ہیں کئی قسم کی شکلوں میں یہ نفرتیں ظاہر ہو رہی ہیں۔ پنجابی سندھی، پٹھان مقامی اور پٹھان مہاجر۔ ابھی آج ہی کے اخبار میں یہ خبر تھی کہ ایک بم کے دھماکے میں پشاور میں اٹھارہ آدمی ہلاک ہوئے اور غالباً اکاون یا کچھ اس کے لگ بھگ شدید زخمی ہوئے اور مقامی لوگوں نے مہاجروں کے دفتر پر حملہ کیا اور مہاجروں نے اس کے مقابل پر حملہ کر کے کئی دکانیں لوٹیں اور اچھا خاصہ فساد برپا ہوا۔ امن اٹھتا چلا جا رہا ہے، بے اطمینانی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ناراضگی کا اظہار ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کی گستاخی برداشت نہیں کیا کرتا۔ خدا کے پیارے تو انتقام نہیں لیتے نہ لے سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تو ذوالانتقام بھی ہے وہ اپنے مظلوم بندوں کا انتقام لیتا ہے اور بعض دفعہ ظلم اتنے بڑھ جاتے ہیں کہ استغفار اگر آپ ان کے لئے کریں تب بھی وہ استغفار نہیں سنی جائے گی۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو خوب کھول دیا ہے۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے میں جانتا ہوں کہ بھاری اکثریت ہے، بہت کم ہیں جو حوصلہ چھوڑتے ہیں اور بد دعا پر اتر آتے ہیں مگر بہت بھاری اکثریت ہے جو اپنے ہم وطنوں کے لئے اپنے ظلم کرنے والوں کے لئے بھی دعائیں کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے اور انہیں عذاب سے بچائے لیکن بعض مواقع پر مومنوں کی استغفار بھی ظالموں کے لئے کام نہیں آتی۔ خصوصاً جب خدا کے پیاروں کی گستاخی اور ہتک کی جائے اس وقت اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے۔

قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً (التوبہ:۸۰) اے محمد ﷺ! اگر تو ان ظالموں کے لئے ستّر دفعہ بھی استغفار کرے تب بھی خدا ان کو نہیں بخشے گا۔ بعض نادان اس بات کو سمجھتے نہیں وہ حیران ہو کر دیکھتے ہیں کہ اللہ کا رسول اتنا پیارا، تمام انبیاء کا سردار اور اس کو خدا فرما رہا ہے تو ان کے لئے ستّر دفعہ بھی استغفار کرے تو میں نہیں بخشوں گا۔ گویا کہ وہ رحم دل ہے اور اللہ تعالیٰ **نعوذ باللہ من ذالک** ظالم ہے۔ اس کا رحم تو جوش میں آیا ہوا ہے جس نے اپنی رحمت ارحم الراحمین سے لی تھی، حاصل کی تھی اور جو ارحم الراحمین ہے اس کی رحمت جوش میں ہی نہیں آ رہی بلکہ اس کا غضب رحمت پہ **نعوذ باللہ**

غالب نظر آتا ہے۔ وہ اس راز کو نہیں سمجھتے کہ یہ جو جرم ہے جس کا ذکر ہو رہا ہے یہ ان منافقوں کا جرم تھا جو حضرت محمد مصطفی ﷺ کی گستاخی کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ اپنے خلاف بولنے والوں، اپنی گستاخی کرنے والوں کو معاف کرنے کے لئے ایک غیر معمولی طاقت رکھتے تھے۔ اسی لئے جب منافقوں کے سردار نے جب آپ کے متعلق نہایت ہی نازیبا بلکہ نازیبا کا لفظ ہی اس کے لئے زیبا نہیں، نہایت ہی ظالمانہ کلمات کہے، انتہائی گستاخانہ، ایسے کے دہرائے نہیں جاتے آج، اُس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے جو ہر قسم کی نفس کی ملونی سے پاک تھے آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ میں اس کے لئے استغفار کروں اور کیونکہ اللہ کو اپنے نبی کی غیرت ہوتی ہے اور بے انتہا غیرت ہوتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا کہ محمد اپنی استغناء کی شان جیسی بھی دکھا رہا ہے یہ اس کے اوپر سجتی ہے لیکن مجھ پر یہ سجتا ہے کہ ان ظالموں کو میں معاف نہ کروں۔

پس آنحضرت ﷺ کے خلاف جرم کے مرتکب لوگ تھے جن کے متعلق خدا فرماتا ہے کہ اگر ستّر دفعہ بھی تو نے استغفار کی تب بھی میں ان کو معاف نہیں کروں گا اور آنحضرت ﷺ کا حسن سیرت دیکھیں کہ اس بات کو سن کر یہ نہیں فرمایا کہ اچھا پھر میں استغفار نہیں کرتا فرمایا اچھا میں ستّر سے زیادہ مرتبہ استغفار کروں گا۔ (بخاری کتاب الجنائز حدیث نمبر: ۱۲۷۷) عجیب شان ہے ہمارے آقا محمد مصطفی ﷺ کی۔ ان علماء کو پتہ ہی کچھ نہیں کہ کس کی غلامی کا دم بھر رہے ہیں **نعوذ باللہ من ذالک** یہ خود کس کی طرف منسوب ہو رہے ہیں۔ ان کو پتہ ہوتا کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی شان کیا ہے تو حیا کرتے ان کی طرف منسوب ہونے سے۔ ادھر یہ عالم تھا یہ شان تھی ادھر یہ حال ہے کہ کلمہ پڑھنا جرم بن گیا ہے، بسم اللہ کہنا جرم بن گیا ہے، اللہ کا نام لینا جرم بن گیا ہے۔

ان کے جرائم کی فہرست بھی بڑھتی چلی جا رہی ہے جو آنکھیں نکالنا، بالجبر زنا کرنا، چھوٹے بچوں کو قتل کر دینا، اغواء کر لینا، لوٹنا، ڈاکے مارنا، عورتوں کی سروں کی چادریں اتار دینا ان کی عصمت دری کرنا، ہر قسم کے گناہ، ہر قسم کے ظلم، ہر قسم کی سفّاکی کی فہرست پاکستان میں دن بدن بڑھتی چلی جارہی ہے اور ادھر احمدیوں کے جرائم کی فہرست بھی بڑھتی ہی چلی جارہی ہے۔ **بسم اللہ** کہنے والے، اللہ کا نام لینے والے، **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھنے والے، خدا تعالیٰ اور محمد مصطفی ﷺ کے عشق کے گیت گانے والے، عبادتیں کرنے والے۔ یہ جرائم ہیں جو آپ دیکھ لیں

پاکستان کے جرائم کی فہرستیں۔ ادھر ان کے جرائم کی فہرستیں بڑھ رہی ہیں ادھر ہمارے جرائم کی فہرستیں بڑھ رہی ہیں۔ یہ غیر مسلم اُمّہ کے جرائم ہیں اور وہ مسلمانوں کے جرائم ہیں جو میں نے پہلے بتائے۔

یہ جماعت احمدیہ کے اوپر جو چاہیں کریں جتنا چاہیں زور لگالیں پرانی تاریخیں جو خدا تعالیٰ دہرا رہا ہے یہ ضرور دہرائی جائیں گی اور اپنے انجام تک پہنچیں گی اور کوئی نہیں ہے جو ان تاریخوں کا رخ بدل سکے۔ حضرت بلالؓ کی تاریخ بھی آپ دیکھ لیں پاکستان کی گلیوں میں دہرائی جارہی ہے کہ نہیں جارہی؟ لیکن آخر وہی لوگ جو بلالؓ پہ ظلم کرتے نہیں تھکا کرتے تھے، ان کے پتھر دل ایسے پلٹے اور خدا تعالیٰ نے بلالؓ کی شان اس طرح ظاہر فرمائی کہ وہی لوگ بلالؓ کی جوتیوں کی خاک کھلانے میں بھی عزت محسوس کرنے لگے۔ سیدّ نا بلالؓ کہہ کہہ کر عظیم صحابہ نے ان کی عزت افزائی کی اور فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے یہ اعلان فرمادیا کہ آج اگر کوئی جان کی پناہ چاہتا ہے تو ایک بلال کا جھنڈا بھی وہ جھنڈا ہے جس کے نیچے جو بھی آئے گا وہ آج میری معافی کا حقدار بن جائے گا (سیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ: ۹۷)۔ کتنا عظیم الشان وہ وجود تھا جس نے حضرت محمد مصطفی ﷺ کی خاک سے ثریا سے بلند تر عظمتیں حاصل کرلیں اور آج آپ اس دور میں سے گزر رہے ہیں اور کھلم کھلا قدم بہ قدم بلال کے نقشِ پا پر آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں اور ایک بلالؓ کے ہزارہا بلال پیدا ہورہے ہیں۔ ایسی برکت ملی ہے بلالی دور کو اور یہ چودہ سو سال کے بعد واقعہ رونما ہوا ہے، کسی انسان کی طاقت میں تھا یہ بھلا کہ خود اپنے زور سے اپنی قوت سے اس تاریخ کو دُہرا دیتا؟

تو جہاں بلال کی قربانیوں کی تاریخ دہرائی جارہی ہے وہاں بلال کے انعام کی تاریخ بھی ضرور دہرائی جائے گی۔ آپ ایک لمحہ کے لئے بھی مایوس نہ ہوں۔ خدا نے یہ ساری عظمتیں اور ساری رفعتیں اور ساری عزتیں آپ کے لئے رکھی ہیں۔ آپ لازماً بالآخر غالب آئیں گے اور کوئی نہیں ہے جو اس غلبے کو تبدیل کرسکے اس یقین کے ساتھ آگے بڑھیں۔

جہاں تک دشمن کا تعلق ہے تو دشمن کا تو مقدر یہی ہے کہ یہ بولتا رہتا ہے، یہ پیچھے پڑا رہتا ہے۔ آپ ان کی طرف توجہ دیں تب بھی یہ آپ کو گالیاں دیتے رہیں گے، توجہ نہ دیں تب بھی گالیاں دیتے رہیں گے۔ اس لئے اپنے کام سے کیوں غافل ہوتے ہیں۔ آپ تبلیغ کریں تب بھی آپ پہ جرم لگائیں گے، تبلیغ نہ کریں تب بھی یہ آپ پر جرم لگائیں گے انہوں نے چھوڑنا تو آپ کو

ہے نہیں۔اس لئے اپنے نیک کاموں سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوں اور ترک کچھ نہ کریں۔ وہ لوگ جو اس خیال سے پاکستان میں تبلیغ چھوڑ چکے ہیں کہ اب تبلیغ بند ہوگئی ہے اور بڑی سختی ہو رہی ہے اور ہم تبلیغ کریں گے تو ہمیں یہ یہ مصیبتیں پڑیں گی یہ ان کا واہمہ ہے۔ جو تبلیغ نہیں کریں گے ان پر بھی تبلیغ کا الزام لگنا ہی لگنا ہے کیونکہ مقابل پر جھوٹے ہیں۔ **اس لئے اگر تبلیغ نہ کر کے آپ قید میں جائیں گے تو یہ تو گناہِ بے لذّت ہے۔ کوئی فائدہ ہی نہیں**۔ اس سزا کا کوئی اجر آپ کو نہیں ملے گا پھر جب جانا ہی ہے تو پھر تبلیغ کر کے قید میں جائیں تا کہ خدا کے پیار کا مورد بنیں، اللہ تعالیٰ آپ کی ان ادنیٰ سی قربانیوں کو اپنی رحمتوں اور پیار سے نوازے۔ اجر تو پائیں اس قربانی کا۔ اس بات کو یاد رکھیں بہر حال کہ جو چاہیں آپ کریں نرمی اختیار کریں، سختی اختیار کریں، اعراض کریں یا ان کے مقابل پہ آپ کھڑے ہوں جو چاہیں آپ کریں انہوں نے آپ کا پیچھا نہیں چھوڑنا اور پیچھا کرنے میں یہ فخر کرتے ہیں اور فخر کرتے چلے جائیں گے کیونکہ ان کے مقدر میں یہ بات لکھی ہوئی ہے، خدا تعالیٰ نے پہلے سے ہی بیان فرما دیا ہے انہوں نے ضرور آپ کا پیچھا کرنا ہے۔ یہ تو فخر سے اعلان کرتے ہیں کہ ہم تعاقب کر رہے ہیں اور تعاقب کرتے کرتے سانس چڑھ گئے ہیں ہانپنے لگ گئے ہیں۔ جہاں جہاں احمدیت زور دکھائے گی ہم اس کے تعاقب میں پہنچیں گے، ہم اس کے پیچھے دوڑیں گے اور ہم کوشش کریں گے کہ ان کی ترقی بند ہو جائے اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ خدمت دین ہے۔

قرآن کریم نے اس مضمون کو ایک اور طرح سے بیان فرمایا ہے، فرماتا ہے:۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ (الاعراف:۱۷۷)

کہ اگر ہم چاہتے تو یہ جو نعمتِ نبوت عطا فرمائی ہے اس کے ذریعہ ہم اس شخص کا درجہ یا اگر قوم کی طرف اشارہ ہو تو اس قوم کا مقام بہت بلند کر دیتے۔ ضمیر تو ایک شخص کی طرف گئی ہے لیکن بات کا مضمون بتا رہا ہے کہ قومی طور پر ایک مضمون ایک تمثیل کے رنگ میں بیان کیا جا رہا ہے۔ فرماتا

ہے اگر ہم چاہتے تو اس کا، جس کی ہم مثال دے رہے ہیں، اس کا مرتبہ نورِ نبوت کے ذریعہ بہت بلند کر دیتے لیکن اس نے زمین کی طرف جھکنا اختیار کر لیا اسے اپنے لئے پسند کیا فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ خود اس کی مثال ایک کتے کی سی ہے اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ تو خواہ اس کے اوپر روڑا اٹھائے تب بھی بھونکتے بھونکتے اور تیرا تعاقب کرتے کرتے اس کو سانس چڑھنا ہی چڑھنا ہے اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ اسے چھوڑ بھی دے تب بھی اس نے یہی کام کرنا ہے۔

ایسا عجیب نقشہ کھینچا ہے۔ آپ کسی جگہ سفر پر جا رہے ہوں تو بعض قافلوں کے کتے بیٹھے ہوئے ہوں یا کسی گاؤں کے پاس سے گزریں تو گاؤں کے کتے آپ پہ حملہ کرتے ہیں اور نہ کاٹنے والے بھی ہوں اور اکثر نہیں کاٹتے تو دوڑتے ہوئے آتے ہیں اور جب آپ ہاتھ اُٹھاتے ہیں یا زمین کی طرف روڑے کے لئے جھکتے ہیں تو وہ دوڑ جاتے ہیں اور آپ ان کو چھیڑیں یا نہ چھیڑیں، ماریں یا نہ ماریں انہوں نے ضرور یہ کرنا ہے اور ہمیشہ یہی کرتے ہیں یہ ان کا مقدر ہے یہ ان کی فطرت ہے۔ تو خدا تعالیٰ کہتا ہے انہوں نے تو دوڑ دوڑ کر اپنے لئے سانس چڑھانا اپنا مقدر بنالیا ہے۔ یہ تو تمہارے تعاقب کرتے رہیں گے۔ ہانپتے رہیں گے، کانپتے رہیں گے، برا حال رہے گا۔ اس لئے یہ تمہارے روڑا اٹھانے یا روڑا پھینکنے کے ساتھ اس کا کوئی تعلق بھی نہیں ہے انہوں نے اپنا کام بہر حال یہی کرنا ہے اور یہی کرتے چلے جائیں گے۔ اس لئے تم کیوں اپنی کوششوں سے غافل ہوتے ہو؟ تم کیوں اپنی رفتار میں کمی آنے دیتے ہو؟ تم نے جو عظیم فاصلے طے کرنے ہیں وہ کرتے چلے جاؤ۔ غافل رہو اس بات سے، اس ڈر سے بے پرواہ رہو کہ یہ کیا کرتے ہیں اور کیا کریں گے، انکے مقدر میں بہر حال ہانپنا کانپنا لکھا ہوا ہے یہ تو اسی طرح مارے جائیں گے۔ اس لئے ان کے ساتھ تو یہی ہوگا خدا کی تقدیر نے ان کو سانس چڑھا چڑھا کر مارنا ہے۔ یہ آپ کا تعاقب کر کر کے، برے حال ہو کر ہر کوشش کے بعد ناکام اور نامراد ہوں گے اور دیکھیں گے کہ ہاں ہم ناکام اور نامراد ہوئے۔ ساری تاریخ جماعت احمدیہ کی بتا رہی ہے یہی ہوتا رہا ہے۔

اس لئے آپ اپنی کوششوں میں کمی نہ آنے دیں۔ جو کام آپ کے لئے مقدر ہیں ان کے اوپر نظر رکھیں اور آگے بڑھتے چلے جائیں۔ ایک دن ایک لمحہ بھی اپنے اوپر غفلت کا نہ آنے دیں۔ ہر حال میں آپ نے ترقی کرنی ہے۔ ہر حال میں آپ نے فاصلے طے کرنے ہیں۔ ایک حملہ آوروں کا قافلہ پیچھے چھوڑ جائیں گے تو آگے پھر آپ کی راہ میں کوئی اور بیٹھا ہوگا۔ مستقل آپ کو کبھی بھی امن نصیب نہیں

ہوسکتا جب تک آپ اپنی منزل کو نہ پالیں اور یہ ضروری ہے آپ کے لئے ، آپ کو بیدار رکھنے کے لئے ، آپ کو ہوشیار رکھنے کے لئے ، آپ کے اندر قوتِ مدافعت پیدا کرنے کے لئے ، اپنے مقاصد اور اپنے رخ کی طرف ہمیشہ نظر رکھنے کی خاطر خدا تعالیٰ نے یہ انتظام کر رکھا ہے یہ تو آپ کے ساتھ چلے گا بہر حال چلے گا ، آج کچھ ہوں گے تو کل کچھ اور آجائیں گے نام بدلے جائیں گے حرکتیں یہی ہوں گی کہ دوڑ دوڑ کے انہوں نے سانس چڑھا چڑھا کر مرنا ہے۔ **آپ نے آگے بڑھ بڑھ کر، خدا کے رستے پر مزید قدم بڑھاتے ہوئے جانیں دینی ہیں**۔ ایک مقصد کی خاطر ، ایک معین رخ پر آپ نے آگے بڑھتے چلے جانا ہے اور اس سفر میں ان کی مذموم حرکتوں کو ہرگز اجازت نہیں ملنی چاہئے کو وہ کسی قسم کا بداثر ڈال سکیں ، آپ کی رفتار کو روک سکیں ، آپ کی توجہ کو بانٹ سکیں اس طرح کہ آپ اپنی زندگی کے اعلیٰ مقاصد کو بھلا دیں۔

پس خواہ آپ سطح زمین پر بسنے والے احمدی ہیں تب بھی آپ نے آگے ہی بڑھنا ہے ، خواہ آپ زیر زمین جانے والے یعنی انڈر گراؤنڈ ہونے والے احمدی ہیں اصحاب کہف بن چکے ہوں ، تب بھی آپ نے کام کرتے چلے جانا ہے۔ احمدیت کے اوپر کوئی غفلت کا لمحہ ، کوئی بے عملی کا لمحہ نہیں آنا چاہئے

اس کے ساتھ آخر پر میں آپ کو دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ جو میں نے حالات بتائے ہیں پاکستان کے متعلق اس کے نتیجے میں کوئی احمدی جو پاکستانی احمدی ہو وہ خوش نہیں ہوسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ بعض دفعہ جماعت جب ان باتوں کو دیکھتی ہے تو اس کے دل میں ایک تحریک پیدا ہوتی ہے ایک حرکت پیدا ہوتی ہے ، ایک موج پیدا ہوتی ہے۔ ضروری ہے کہ اس کا صحیح تجزیہ کیا جائے۔ ظلم کے نتیجے میں خوشی کی وہ لہر نہیں ہے اگر ہے تو وہ پھر جھوٹی لہر ہے وہ احمدی ناقص احمدی ہے۔ اس کے دل میں جو موج پیدا ہوتی ہے یا ہونی چاہئے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کی موج ہونی چاہئے۔ اس خیال کے ساتھ دل میں شکر پیدا ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدے جماعت سے کئے تھے وہ پورے کر رہا ہے۔ جو وعدے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کئے تھے وہ پورے کر رہا ہے۔ **انی معین من اراد اعانتک** کا وعدہ بھی پورا ہو رہا ہے۔ **انی مھین من اراد اھانتک** (تذکرہ صفحہ:۱۶۱) کا وعدہ بھی پورا ہو رہا ہے۔ اس حد تک تو دل میں اگر تموج پیدا ہو ایک حرکت پیدا ہو تو وہ قابل ستائش ہے قابل مذمت نہیں۔ لیکن اپنے بھائیوں کے اوپر دوسرے بھائی ظلم کر رہے ہوں سفّاکانہ ، انسان کی عزتیں لوٹی جا رہی ہوں ، بچے یتیم بنائے جا رہے ہوں ، چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں اور عورتوں کو

جھلا جھلا کر جلتی ہوئی آگوں میں پھینکا جا رہا ہو اور اغواء کر کے لڑکیاں ان کی عزتیں لوٹی جا رہی ہوں اور پھر اس کے بعد ان کو قتل کر کے بھیانک طریقے پر سڑکوں پر ان کی لاشیں پھینکی جا رہی ہوں۔ کون احمدی ہے جس کے اندر ایک ایمان کا ذرہ بھی ہے جو ان باتوں سے خوش ہو سکتا ہے۔ یہ نہایت ہی خوفناک ظلم ہیں جنہیں ہر شریف انسان مذمت کی اور تکلیف کی نظر سے دیکھے گا۔ اس لئے ہرگز کسی احمدی کے لئے بھی ایک لمحہ کے لئے ایک ذرہ برابر بھی ان باتوں پر خوشی کی کوئی گنجائش نہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو پکڑ ظاہر ہوتی ہے اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے وعدے پورے کرنے کی طرف جو دھیان جاتا ہے وہ ایک بالکل اور مضمون ہے۔ اس کے نتیجے میں انسان کی انسانیت کے اوپر حرف نہیں آتا، انسان کی انسانی قدریں قربان نہیں ہوتیں۔

حضرت رسول اکرم ﷺ کی ساری زندگی کا آپ مطالعہ کریں خدا تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے پر آپ شکر بھی فرماتے تھے اور دشمن کی ہلاکت پر درد بھی محسوس فرماتے تھے بلکہ اس دشمن کی ہلاکت پر بھی درد محسوس فرماتے تھے جس کی ہلاکت ابھی واقع ہی نہیں ہوئی تھی، جس کے متعلق خبر دی جاتی۔ پس ہم نے آنحضرت ﷺ کی سنّت کو اپنانا ہے اور یہی سنّت ہماری بقا کا موجب بنے گی۔

اس لئے آپ اگر پاکستانی ہیں تو آپ پر دوہرا فرض ہے کہ آپ اس ملک کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو عذاب سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی پکڑ سے اس طرح محفوظ رکھے کہ ہمارے دل بھی ٹھنڈے کرے اور اس کے لئے خدا تعالیٰ کے پاس بے شمار رستے ہیں میں یہ نہیں کہتا آپ کو کہ یہ دعا کریں کہ ہمارے دل اسی طرح جلتے رہیں ان کے ظلم دیکھ کر اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی معاملہ بھی نہ کرے، ہرگز میں یہ نہیں کہہ رہا۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ وہ جو ظلم کرنے والے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کرنے والے ہیں وہ سلام بھیجنے والے بن جائیں۔ وہ جو احمدیت کی مخالفت کر رہے ہیں، احمدیت کی راہ میں آگے بڑھ کر قربانیاں دینے والے بن جائیں۔ وہ جو آپ پہ ظلم کر کے آپ کے بہتے ہوئے آنسو پہ ہنسا کرتے تھے وہ اپنے مظالم کی یاد سے خود روئیں آپ کے سامنے اور آپ ان کے آنسوؤں پر ہنسیں نہیں بلکہ پیار اور محبت سے ان کے آنسوؤں پر پھر آنسو بہائیں۔ یہ جو انتقام ہے، یہ جو دل کی تسکین کا سامان ہے اس جیسا کوئی نہ انتقام ہے نہ کوئی تسکین کا سامان ہے۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ ایک پشیمان آدمی

کی پشیمانی کو دیکھ کر ایک سچے دل میں جو تسکین اور اطمینان کے جذبات پیدا ہوتے ہیں وہ ایک منتقم دل میں ہزار انتقام کے بعد بھی پیدا نہیں ہو سکتے۔

پس برا دیکھ کر اپنے دلوں کو ٹھنڈا کرنے کی دعائیں نہ کریں۔ آپ کو دل کی ٹھنڈک چاہئے آپ کو دل کی طمانیت چاہئے، اللہ تعالیٰ کے پاس ہزار رستے ہیں آپ کے دلوں کو ٹھنڈا کرنے کے وہ غضب کو بھڑکائے بغیر بھی آپ کے دلوں کو ٹھنڈا کر سکتا ہے۔ ورنہ امرِ واقعہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے خدا کے نشان دیکھے ہیں عذاب کے اور سزا کے قریب سے وہ جانتے ہیں کے ان میں کوئی لذت نہیں ہے۔ استغفار کا مقام ہے خوف کا مقام ہے۔ کسی کی بگڑی ہوئی فطرت ہو تو وہ تو لذت پائے گا اس سے لیکن حقیقت میں عبرت تو حاصل ہو سکتی ہے لذّت حاصل نہیں ہوا کرتی خدا کے غضب کے بعد۔ بعض دفعہ چھوٹے چھوٹے واقعات بھی ہوتے ہیں۔

مجھے ایک احمدی دوست نے خط لکھا کہ ایک ان کا افسر تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی میں دن بدن بڑھتا چلا جارہا تھا اور چونکہ افسر تھا ویسے بھی اس کے سامنے یہ کچھ نہیں کر سکتے تھے مگر کہتے ہیں صبر کی تعلیم تھی میں صبر کرتا رہا، بہت صبر کرتا رہا لیکن ایک دن اس نے اتنی گستاخی شدید کی ایسا گند بولا کہ میرے دل سے بے اختیار بددعا نکل گئی اور میں نے اس کو کہا خدا تیرے گلے میں جہاں سے آواز نکل رہی ہے کیڑے ڈالے تیری زبان بند ہو جائے اور تو ذلّت کی موت مرے۔ کہتے ہیں اس کے بعد میں پشیمان بھی ہوا لیکن اب تو میں اتنا استغفار کر رہا ہوں اور اتنا ڈر رہا ہوں کہ میں نے کیوں ایسی بات کہی کہ اس کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد، ایک دو ہفتے کے اندر اندر، واقعۃً اس شخص کے گلے میں کوئی ایسی بیماری پڑی کہ اس کی آواز بند ہو گئی اور انتہائی دردناک حالت ہو گئی۔ ایسے کوئی جراثیم تھے جن کے متعلق وہ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ ان کی نوعیت کیا تھی مگر اتنا شدید عذاب میں مبتلا تھا کہ چند دن اس عذاب میں مبتلا رہ کر بات کرنے کی اہلیت جاتی رہی ہاتھ سے اور اسی حالت میں مر گیا۔ انہوں نے مجھے جو خط لکھا وہ کہتے ہیں میں اس وقت سے استغفار کر رہا ہوں آپ نے تو ہمیں کہا تھا کہ صبر کرو اور دشمن کے لئے بھی بددعائیں نہ کرو اس وقت میرے منہ سے بددعا نکل گئی لیکن جو اس کی دردناک حالت دیکھی ہے مجھے اب چین نہیں آرہا کہ کیوں میں نے ایسی حرکت کی۔

تو میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ صاحب تجربہ جانتے ہیں کہ جب خدا کا عذاب نازل ہو رہا

ہو اور آپ قریب سے دیکھ رہے ہوں تو خواہ آپ کی بددعا کے نتیجے میں بھی ہو تب بھی دل کو چین نہیں آتا کیونکہ مومن کی انسانیت کا معیار بڑا بلند ہو چکا ہوتا ہے۔ مومن کی بنی نوع انسان کی ہمدردی کا معیار بہت بلند ہو چکا ہوتا ہے۔ اسے عام پیمانوں پر نہیں جانچا جا سکتا۔

اس لئے آپ اپنی دعاؤں میں حوصلہ پیدا کریں اور اس ملک کی بقا کے لئے ضرور دعا کریں ورنہ جو حالات ظاہر ہو رہے ہیں وہ بہت ہی خطرناک ہیں۔ اگر خدانخواستہ اسی طرح یہ اپنے ظلم اور سفا کی میں آگے بڑھتے رہے **اور آپ کی دعاؤں نے اس ملک کو نہ بچایا تو پھر دنیا کی کوئی چیز اس ملک کو بچا نہیں سکتی۔**

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:۔

چونکہ عصر کا وقت ذرا پیچھے ہٹ گیا تھا اس لئے میں نے امام صاحب سے کہا تھا کہ اعلان کر دیں کہ آج کے جمعہ سے پھر جمع نہیں ہوا کرے گی کیونکہ جمعہ کی مجبوری یہ بھی کہ جمعہ ختم ہوتے ہوتے عصر کا وقت شروع ہو جاتا تھا لیکن اب میں نے دیکھا ہے آج خطبہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی لمبا ہو گیا ہے میرا خیال تھا چھوٹا کرنے کا بہرحال باتوں سے باتیں نکلتی چلی جاتی ہیں، یاد آ جاتی ہے کوئی اور بات۔ بہت زیادہ لمبا ہو گیا ہے۔ اب تو نماز پڑھتے پڑھتے پھر عصر کا وقت آ جائے گا۔ اس لئے آج کے جمعہ میں تو جمع ہوگی عصر کی نماز اور انشاء اللہ آئندہ کچھ عصر اور پیچھے ہٹ جائے گی اور میں خطبہ چھوٹا کرنے کی کوشش کروں گا۔

اب کچھ دوستوں کی وفات کی اطلاع ملی ہے اور بعض ان میں سے سلسلہ کے بڑے پرانے خدمت کرنے والے واقفینِ زندگی تھے۔ بعض ایسے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں جو سلسلے میں خدمت کے لحاظ سے بڑی شہرت رکھنے والے ہیں۔

مولوی صدرالدین صاحب جو سابق مبلغ ایران تھے ان کی وفات کی اطلاع ملی ہے لاہور سے، ہارٹ اٹیک ہوا ہے ان کو، وفات پا گئے۔ فارسی میں انہوں نے بہائیوں کے خلاف خصوصیت کے ساتھ بہت اچھی کتابیں لکھیں تھیں جو اس زمانے میں جب انہوں نے یہ لکھیں تو کافی ایران میں شہرت پا گئیں تھیں اور بڑے اچھے اچھے تبصرے ان پر لکھے گئے۔ میں نے کہا ہے ساقی صاحب (مبارک احمد ساقی) کو نکالیں آج کچھ فارسی بدل گئی ہے اس کے مطابق اس کی تھوڑی سی اصلاح کر کے انشاء اللہ ان سے پھر استفادہ کیا جائے گا۔

مولوی مبشر احمد صاحب راجیکی، حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کے صاحبزادے،

وقفِ جدید کے آغاز میں وقف کرنے والے جو لوگ تھے ان میں یہ بھی شامل تھے اور ایک عرصے تک وقف جدید میں میرے ساتھ بھی کام کرتے رہے ہیں۔ بہت اچھے قادرالکلام شاعر بھی اور بہت اعلیٰ پائے کے ادیب، اپنے ابا سے بہت سی خوبیاں انہوں نے ورثے میں پائیں تھیں۔ ان کا بھی اچانک ہارٹ فیلیئر ہوا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ شادی کر لی تھی انہوں نے ورنہ بہت دیر سے دوست کہتے بھی رہتے تھے شادی کی طرف مائل نہیں ہوتے تھے۔ اپنا ایک فقیرانہ مزاج تھا۔ کہتے تھے میں نے کیا کرنی ہے شادی اور بہت اعلیٰ قسم کی نسل چھوڑ کے جاؤں تو تب میں شادی کروں، اس قسم کی باتیں ایک صوفیانہ مزاج کی وجہ سے کیا کرتے تھے لیکن آخر اللہ تعالیٰ نے دل کو مائل فرما دیا اب ان کا ایک بیٹا بھی ہے چھوٹا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے باپ اور دادا کی خصوصًا تمام نیکیوں کا وارث بنائے۔ ایک ہمارے ربوہ کے مشہور مستری تھے مستری فیروز دین صاحب بجلی والی ان کی وفات کی بھی اطلاع ملی ہے۔ ایک ہمارے چوہدری نور احمد صاحب میر پور خاص کے، ان کی والدہ کی وفات کی اطلاع ملی ہے۔ چوہدری نور احمد صاحب کے والد بھی خدا کے فضل سے اپنے اخلاص اور دین کی قربانی میں بہت اچھا اونچا مقام رکھتے تھے ماشاءاللہ۔

اسی طرح حافظ محمد رمضان صاحب کے بڑے داماد مکرم محمد لطیف صاحب زرگر وفات پا گئے ہیں اور مختار احمد صاحب ہاشمی جو خدمت درویشاں میں انچارج دفتر ہوا کرتے تھے ان کی وفات کی بھی اطلاع ملی ہے۔ ان سب کی نماز جنازہ غائب نماز عصر کے بعد ہوگی۔